عاصمانی بجلی

تحریر: جناب محمد عطاء اللہ صدیقی

عام طور پر کسی بڑے آدمی کی تصاویر، مضامین، بیانات، انٹرویو اور اقوال کو ان کے چاہنے والے جمع کرتے رہتے ہیں۔ اس کے برعکس جس شخصیت کو ناپسند کیا جاتا ہے، اس کا ریکارڈ کم ہی رکھا جاتا ہے۔ مگر راقم الحروف کا معاملہ ذرا مختلف ہے۔ اسے ایک یہودی لابی کی ایجنٹ، پاکستان مخالف اور اسلام دشمن شخصیت سے سخت نفرت ہے مگر گزشتہ پانچ برسوں سے وہ اس شخصیت کی ایک ایک بات کا ریکارڈ رکھنے کا ناخوشگوار فریضہ انجام دے رہا ہے۔ انگریزی اور اردو صحافت میں شاید ہی کسی اخبار یا میگزین میں اس کا کوئی مضمون، بیان یا انٹرویو شائع ہوا ہو جو راقم کی نگاہ میں نہ آیا ہو۔ اصولی طور پر تو کسی شخصیت سے نفرت کی بجائے اسکے نظریات سے نفرت کرنی چاہیے لیکن میں اپنی "ممدوح" شخصیت کے بارے میں بوجوہ اس اصول کی پیروی کے متعلق تامل کا شکار ہوں۔ اسلامی شعائر کی کھلم کھلا تضحیک کرنے والوں، نظریہ پاکستان کی دھجیاں بکھیرنے والوں اور محسن انسانیت ﷺ کی توہین کے مرتکب افراد کے خلاف نفرت اور وحشت کا اظہار نہ کرنا، ممکن ہے بعض افراد کے نزدیک روشن خیالی اور رواداری کے تقاضوں کے عین مطابق ہو، مگر راقم الحروف اسے بے حمیتی، بے غیرتی اور وطن دشمنی خیال کرتا ہے۔ بہر حال مذکورہ شخصیت سے مراد انسانی حقوق کی خود ساختہ علمبردار عاصمہ جہانگیر ہے، جو صنفی اعتبار سے تو یقیناً عورت ہے مگر اس کی جدوجہد کا محور و مرکز پاکستانی عورتوں میں نسوانیت ختم کر کے ان میں "مردانگی" کا رنگ پیدا کرنا ہے۔ جس طرح پاکستان میں سمگلروں، لٹیروں، جاگیرداروں، چوراچکوں، دھوکے بازوں اور فراڈیوں کی اچھی خاصی تعداد کو "محترم و معزز" سمجھا جاتا ہے، اسی طرح اب تک بدقسمتی سے پاکستان میں ایک طبقہ عاصمہ جہانگیر کو انسانی حقوق کا چیمپئن سمجھنے میں غلط فہمی کا شکار ہے۔

انسانیت اور تکریم آدم کی روح کا معمولی ادراک رکھنے والا ایک فرد خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کو محسن انسانیت اور ان کے حقوق کو ام الحقوق کا درجہ دیتا ہے۔ مگر یہ بدبخت عورت جناب رسالت مآب ﷺ کی ناموس کے تحفظ کے لیے بنائے گئے قانون 295-C کو برملا "فتنہ" کہتی ہے۔ افسوس اس ملک میں اس فتنہ پرداز عورت کی زبان کو زنجیر ڈالنے والا کوئی نہیں ہے !!!

۲۵ مارچ ۱۹۹۷ء کے "ٹائمز" (لندن) میں عاصمہ جہانگیر کا انٹرویو شائع ہوا تھا جس میں اس نے کہا تھا کہ "جب پاکستانی عدالت کا کوئی جج گھر سے بھاگی ہوئی لڑکی کو اس کے والدین کے پاس واپس بھیجتا ہے تو مجھے محسوس

ہوتا ہے جیسے کسی نے میرے دل میں خنجر گھونپ دیا ہو" پاکستانی اخبارات میں جب کبھی عاصمہ جہانگیر کو اس حیثیت میں پیش کیا جاتا ہے جیسے وہ کوئی بہت اہم شخصیت یا عقل و دانش کا مجسمہ ہے تو راقم الحروف کو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے اکرام واحترام کے معیارات کو کسی نے خاک میں ملادیا ہو۔ ۸ اکتوبر ۲۰۰۰ء کے "جنگ" میگزین میں تقریباً چھ صفحات پر پھیلا ہوا عاصمہ جہانگیر کا طویل انٹرویو شائع ہوا تھا۔ ۱۱جنوری ۲۰۰۱ء کو اسی اخبار میں صفحہ اول پر پانچ کالمی سرخی کی صورت میں عاصمہ جہانگیر کا ایک دفعہ پھر "خصوصی انٹرویو" شائع ہوا ہے۔ اس "کثیر الاشاعت" روزنامے کو اس "خصوصی" انٹرویو کی آخر ضرورت کیوں پیش آئی ؟ جبکہ دیگر اخبارات نے عاصمہ جہانگیر کو در خور اعتنا نہیں سمجھا؟ ممکن ہے بعض قارئین اسے "روٹین" کا معاملہ سمجھیں مگر یہ "روٹین" کا معاملہ ہرگز نہیں ہے، یہ عاصمہ جہانگیر اور این جی اوز کی لابی کی ابلاغی مہم جوئی کا حصہ ہے۔ مذکورہ سوال کا جواب کسی سے دریافت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ۱۱جنوری کے اخبارات کے صفحہ اول پر نمایاں سرخیوں کی صورت میں یہ جواب موجود ہے۔ ۱۰جنوری ۲۰۰۱ء ایک نہایت مبارک دن تھا کہ اس دن اکوڑہ خٹک میں متحدہ اسلامی کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں پہلی دفعہ اسلامی تنظیموں اور دینی جماعتوں کا مشترکہ عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا، اس میں تمام قابل ذکر مذہبی قائدین نے شرکت فرمائی۔ اس کانفرنس کے مشترکہ اعلامیہ میں این جی اوز کو خبردار کیا گیا کہ وہ اپنی حرکتوں سے باز آجائیں ورنہ انہیں پاکستان کی سرزمین سے اپنا بوریا بستر گول کرنا پڑے گا۔ سیکولر طبقہ اور مغربی لابی کی تنخواہ دار این جی اوز دینی اور سیاسی جماعتوں کے اس عظیم الشان اتحادی مظاہرے سے حواس باختہ ہوگئیں۔ دینی جماعتوں کی للکار سے این جی اوز کے اسلام دشمن حلقوں میں تھرتھلی مچی ہوئی ہے۔ عاصمہ جہانگیر بالخصوص سخت بدحواسی کا شکار ہے۔ دینی جماعتوں کا بڑھتا ہوا سیلاب پاکستان میں مغربی تہذیب کی علمبردار این جی اوز کے وجود کے لئے خطرات کا باعث بنتا جارہا ہے۔ سیکولر لابی نے اس بدحواسی کے عالم میں عین اسی تاریخ میں عاصمہ جہانگیر کا انٹرویو شائع کرانا "ضروری" خیال کیا تاکہ "توازن" قائم رکھا جاسکے۔ مذکورہ اخبار نے "عاصمہ جہانگیر" کا انٹرویو شائع کرتے ہوئے عملاً یہ توازن برقرار رکھا۔ اسی اخبار کی "رپورٹنگ" کے مطابق اکوڑہ خٹک میں ملک کی دو درجن سے زائد دینی وسیاسی جماعتوں کے قائدین نے شرکت کی۔ متحدہ اسلامی کانفرنس کی خبر کو پانچ کالمی جگہ دی گئی۔ عاصمہ جہانگیر انٹرویو کی سرخی بھی پانچ کالمی رکھی گئی تاکہ برابری قائم رہے۔ اندرونی صفحات میں دو درجن دینی جماعتوں کے قائدین کی تقاریر کو جس قدر جگہ دی گئی، اس سے قدرے زیادہ جگہ میں عاصمہ جہانگیر کا انٹرویو شائع کیا گیا۔ عاصمہ جہانگیر جیسی کوتاہ قامت اور کوتاہ فکر کو یہ غیر متناسب "کوریج" اس لئے دی گئی کیونکہ مذکورہ اخبار پر قابض صحافیوں کا ایک سیکولر این جی اوز نواز گروہ اسے سیکولر لابی کی نمائندہ خیال کرتا ہے اور یہی تاثر

مذکورہ خبر سے ابھارنے کی کوشش کی گئی۔ اس طرح کی رپورٹنگ غیر حقیقت پسندانہ، غیر معروضی اور ہر اعتبار سے جانبدارانہ ہے، مگر ایک طبقہ سیکولرازم کے حق میں ڈنڈی مارنے کو عین معروضیت خیال کرتا ہے۔

۱۱ جنوری کے "جنگ" میں عاصمہ جہانگیر کا شائع شدہ انٹرویو حسبِ معمول اور حسبِ توقع ہذیان گوئی اور خرافات کا عجب "شاہکار" تھا۔ اس انٹرویو کی سرخی یہ تھی: "ترقی کے لئے ضروری ہے فوج بیرکوں میں مولوی مساجد میں رہیں" "اس اسلام میں عورت کا اصل مقام اسکا گھر ہے۔ عاصمہ جہانگیر این جی اوز کی بیگمات کو لے کر کبھی ہندوستان اور کبھی پاکستان میں کیکلی ڈالتی پھرے تو یہ قابلِ اعتراض حرکت نہیں ہے، مگر علمائے دین کو یہ مساجد تک محدود رہنے کا مشورہ دیتی ہے۔ جب تک جنرل پرویز مشرف این جی اوز کی نازبرداری کرتے رہے اور سیکولرازم کے نفاذ کی بات بھی درپردہ ہوتی رہی، تو عاصمہ جہانگیر کے نزدیک پاکستان میں "ترقی" کے نئے ابواب کھلنے کے امکانات روشن تھے مگر...... چند ماہ پہلے سے این جی اوز کو احساس ہو گیا ہے کہ چیف ایگزیکٹو سے جو انہوں نے توقعات وابستہ کر رکھی تھیں۔ وہ پوری ہوتی نظر نہیں آتیں۔ جنرل پرویز مشرف این جی اوز کے دامِ فریب سے جلد ہی نکل آئے۔ انہوں نے 295-C کے نفاذ میں تبدیلی کا اعلان واپس لے لیا۔ این جی اوز بر انڈوزیر جاوید جبار سے استعفیٰ لے کر چلتا کیا۔ چند روز پہلے جنرل پرویز مشرف کی کابینہ کے وزیر جناب محمود غازی نے یکم جون ۲۰۰۱ء تک غیر سودی بینکاری کے نفاذ کا اعلان کر دیا۔ اسی طرح کے چند ایک اور "رجعت پسندانہ "اقدامات کے بعد اب این جی اوز کی بیگمات کو یاد آیا ہے کہ "ترقی کے لئے ضروری ہے کہ فوج بیرکوں میں واپس چلی جائے" عاصمہ جہانگیر کے نہایت گہرے دوست عمر اصغر خان ابھی تک وزارت کے مزے لوٹ رہے ہیں مگر عاصمہ جہانگیر نے نہ تو کبھی ان کی مذمت کی ہے اور نہ ہی اسے غیر جمہوری قرار دیا ہے۔ جنرل پرویز مشرف کے شروع شروع کے ایام میں این جی اوز کی بیگمات یہ کہتے نہیں تھکتی تھیں کہ پرویز مشرف فوجی آمر ہونے کے باوجود "لبرل" خیالات رکھتے ہیں، اسی لئے قابلِ قبول ہیں۔ مگر اب عاصمہ جہانگیر کہتی ہیں "غیر نمائندہ حکومت "لبرل" کیسے ہو سکتی ہے؟" ~~ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا۔

عاصمہ جہانگیر جس قدر دھڑلے سے جھوٹ بولتی ہے، پاکستان میں بہت کم لوگ اس عزم و یقین سے سچ بولتے ہوں گے۔ چند ماہ قبل روزنامہ "جنگ" میں شائع ہونے والے انٹرویو میں عاصمہ جہانگیر نے کہا تھا کہ انسانی حقوق کمیشن میں کام کرنے والے کسی قسم کی تنخواہ نہیں لیتے، وہ رضاکارانہ طور پر کام کر رہے ہیں۔ یہ اتنا بڑا جھوٹ ہے کہ جسکی تردید کیلئے کسی دستاویزی ثبوت کی ضرورت نہیں، وہ این جی اوز جو ایک معمولی درجہ کی سٹینو گرافر کو بھی پندرہ ہزار تک تنخواہ دیتی ہوں اور جہاں ایک معمولی درجہ کی رپورٹ تیار کرنے کا بھی غیر معمولی معاوضہ دیا جاتا ہو،

وہ اپنے رضاکار ہونے کا دعویٰ کریں تو سوائے اسکے کیا کہا جا سکتا ہے، ~ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔ کمال یہ ہے کہ انٹرویو لینے والے صحافی نے عاصمہ جہانگیر کے اس جھوٹ کو حرف بہ حرف درست مان لیا، ورنہ وہ اسے مزید کریدتے، تازہ ترین انٹرویو میں عاصمہ جہانگیر نے موجودہ حکومت کے امتیازی برتاؤ کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

"دوہرے معیار اور کیا ہوں گے کہ ایک شخص دارالحکومت پر حملہ کرنے کی دھمکی دیتا ہے تو حکومت اسے منانے جاتی ہے اور ہم انسانی حقوق کیلئے مظاہرہ کریں تو ہم پر لاٹھیاں برستی ہیں"۔

حقیقت یہ ہے کہ انسانی حقوق کے پردے میں عاصمہ جہانگیر اور اسکے حواری اس ملک کی نظریاتی اساس کے خلاف ننگا ناچ پیش کرتے رہے ہیں..... مگر ان پر لاٹھیاں برسانا تو ایک طرف، حکومتی ایوانوں سے ان کی مذمت تک نہیں کی گئی۔ ڈاکٹر عبدالقدیر خان پاکستانی قوم کے ہی نہیں، ملت اسلامیہ کے بطل جلیل اور عظیم محسن ہیں، مگر عاصمہ جہانگیر اور دیگر این جی اوز کی بیگمات نے اسلام آباد میں ان کی قبر بنائی..... این جی اوز کی بیگمات ہر سال ۲۸ مئی کو ایٹمی دھماکے کے خلاف جلوس نکالتی ہیں..... عاصمہ جہانگیر بھارتی فوجیوں میں مٹھائیاں تقسیم کرتی رہی۔ مگر..... آج تک اسے گرفتار نہیں کیا گیا۔ عاصمہ جہانگیر مرد وزن کی مطلق مساوات کی بات کرتی ہے۔ اگر اسے ایک دفعہ گرفتار کر کے حوالات میں ایک دن بند کر دیا جاتا تو یہ انسانی حقوق کی تکرار بھول جاتی۔ ۱۸ اپریل ۱۹۹۹ء کو عاصمہ جہانگیر کی قیادت میں این جی اوز کی بیگمات پنجاب سیکرٹریٹ کے دروازے توڑ کر اندر داخل ہو گئی تھیں۔ مگر ان کی عسکریت پسندی اور قانون شکنی کے باوجود ان کو گرفتار نہ کیا گیا۔ عاصمہ جہانگیر صدر ضیاء الحق کے خلاف جارحانہ بیان بازی کرتی ہے، مگر مرحوم صدر نے ایک دفعہ بھی عاصمہ جہانگیر کو گرفتار کرنے کا حکم نہ دیا۔ وہ تو شاید اسے "عورت" سمجھ کر ہی معاف کرتے رہے مگر یہ عورت بن کر رہنے کیلئے تیار نہیں ہے۔

عاصمہ جہانگیر کا قائم کردہ نام نہاد انسانی حقوق کمیشن مسلسل ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث رہا ہے۔

آج سے چند سال پہلے ایک انٹیلی جنس ایجنسی نے عاصمہ کے متعلق رپورٹ تیار کی تھی جس میں اسے ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث قرار دیا گیا تھا۔ ۱۹۹۹ء میں حکومت پنجاب نے این جی اوز کے خلاف جو رپورٹ تیار کی تھی۔ اس میں بھی عاصمہ جہانگیر کی زیر سرکردگی کام کرنے والی این جی اوز کی قابلِ اعتراض سرگرمیوں کی نشاندہی کی گئی تھی، مگر عاصمہ جہانگیر پہ ہاتھ نہ ڈالا جا سکا۔ کیونکہ امریکہ اور یورپی ملکوں کے سفیروں نے اس وقت کے وزیراعظم سے ملاقات کر کے عاصمہ جہانگیر کے تحفظ کو یقینی بنانے کا مطالبہ کیا تھا۔ حکومت نے حال ہی میں حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ کے بعض حصے عام پبلک کے لئے کھول دیے ہیں۔ اسے چاہیے کہ عاصمہ جہانگیر جیسے ملک دشمنوں کو بے نقاب کرنے کے لئے بھی ان کے خلاف تیار کردہ رپورٹوں کو منظر عام پر لائے تاکہ عوام الناس ان انسانی حقوق

کے نام نہاد علمبرداروں کے مکروہ چہرے بھی دیکھ سکیں۔

عاصمہ جہانگیر نے کہا ہے کہ "بے نظیر بھٹو کے خلاف وہ لوگ ہیں جو عورت کے خلاف ہیں" یہ ایک جنونی اور جذباتی عورت کا بیان تو ہو سکتا ہے۔ کسی معقول عورت کا نہیں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ بے نظیر بھٹو کی مخالفت محض اس کے عورت ہونے کی وجہ سے نہیں کی جاتی بلکہ اس کے نظریات اور اسکی وزارت عظمی کے دوران کرپشن کے واقعات کی بناء پر اسے تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ کیا عابدہ حسین اور مہناز رفیع جیسی سیاستدان عورتیں بھی بے نظیر بھٹو کی اسی لئے مخالفت کرتی ہیں کیونکہ وہ "عورت مخالف" ہیں؟ جماعت اسلامی اور مسلم لیگ میں شامل کروڑوں عورتیں بے نظیر کو پسند نہیں کرتیں، خود عاصمہ جہانگیر کا اپنے بارے میں بھی یہی خیال ہے کہ اسکی مخالفت کرنے والے عورتوں کے دشمن ہیں۔ عاصمہ جہانگیر ایک جنونی اور جارحانہ مزاج کی غیر متوازن عورت ہے۔ اسکی تمام تر حرکات عورت دشمنی پر مبنی ہیں۔ خاندان جو عورت کو تحفظ عطا کرتا ہے وہ اسے عدم استحکام کا شکار کرنے کیلئے جدوجہد کر رہی ہے۔ وہ عورتوں میں شعور پیدا کرنے کا دعوی کرتی ہے۔ حالانکہ وہ ان میں "فتور" پیدا کر رہی ہے۔

عاصمہ جہانگیر کی مخالفت محض اسلام پسند خواتین وحضرات ہی نہیں کرتے۔ حال ہی میں راقم الحروف پر یہ خوشگوار حقیقت بھی منکشف ہوئی ہے کہ این جی اوز کی بیگمات کی اچھی خاصی تعداد بھی عاصمہ جہانگیر کی انتہا پسندی کو پسند نہیں کرتی۔ وفاقی وزیر تعلیم زبیدہ جلال نے جنگ پلس فائیو کانفرنس میں عاصمہ جہانگیر کے ان خیالات کو سخت تنقید کا نشانہ بنایا تھا جو اس نے اس کانفرنس میں ظاہر کئے تھے۔ چند دن پہلے وفاقی وزیر قانون شاہدہ جمیل کا ایک انٹرویو شائع ہوا جس میں انھوں نے حدود آرڈیننس کے بارے میں کہا کہ یہ عورتوں کے خلاف امتیازی قانون نہیں ہے۔ شاہدہ جمیل ایک "روشن خیال" خاتون ہونے کے ساتھ ساتھ قانون دان بھی ہیں۔ ان کا یہ بیان حقیقت پسندی پر مبنی تھا۔ مگر عاصمہ جہانگیر اور اسکی حواری "عاصمانی بیگمات" چونکہ عرصہ دراز سے حدود آرڈیننس کے خلاف پراپیگنڈہ مہم جاری رکھے ہوئے ہیں، اسی لئے عاصمہ جہانگیر نے باقاعدہ شاہدہ جمیل کے مذکورہ بیان کی مذمت میں مضمون تحریر کیا جو چند روز پہلے روزنامہ "ڈان" میں شائع ہوا۔ تقریباً دو ماہ پہلے عاصمہ جہانگیر نے خواتین حقوق کمیشن کی چیئر پرسن بیگم سرور کے خلاف بھی اخباری بیان جاری کیا تھا۔ بیگم سرور نے اپنے ایک بیان میں غیرت کے قتل کے حوالہ سے این جی اوز کی مبالغہ آمیز رپورٹوں کو تنقید کا نشانہ بنایا تھا جو عاصمہ جہانگیر سے برداشت نہ ہو سکا۔ پنجاب کی صوبائی وزیر شاہین عتیق الرحمن صاحبہ "بنیاد" کے نام سے این جی اوز چلاتی ہیں وہ بھی عاصمہ جہانگیر کو تحسین کی نگاہ سے نہیں دیکھتیں۔ عاصمہ جہانگیر کو چاہیے۔

(بقیہ: صفحہ ۲۷ پر)